﴿اداریہ﴾ تحفظ ناموس رسالت کی اہمیت وضرورت

رئیس التحریر مولانا سید نسیم علی شاہ الہاشمی

انسانیت کے عظیم محسن جنہیں جدا ہوئے چودہ صدیاں بیت گئیں اور تا قیامت کوئی ان کے احسانات کا بدلہ دے سکتا ہے نہ ہی روئے زمین پر ان سے کوئی افضل پیدا ہوا جن پر درود پڑھتے ہی خدائے پاک انسان پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ جن کا بچپن، جوانی اور بڑھاپا، فکر و عمل، آنسو، پسینہ اور خون امت کی خاطر، جن کی انفرادی زندگی ہو یا اجتماعی زندگی امت کیلئے نمونہ۔ علم میں ان سے بڑا کوئی عالم نہیں، میدان جنگ میں ان سے کوئی عظیم سپہ سالار نہیں، حکومت کرنے میں ان سے عظیم کوئی بادشاہ نہیں، سیاست میں ان سے کوئی بڑا سیاستدان نہیں۔ مسکینوں لاچاروں پر شفقت میں ان جیسا کوئی شفیق نہیں۔

ہمیں پیام حق پہنچانے کیلئے طائف کی گلیوں میں آپ ﷺ کی نعلین مبارک خون سے بھر گئے بیت اللہ میں حالت سجدہ میں آپ پر اونٹ کی اوجڑی پھینک دی گئی آنسو ٹپکتے ٹپکتے اپنے آبائی گاؤں مکہ مکرمہ سے ہجرت پر مجبور ہوگئے۔ غزوۂ احد میں دانت مبارک شہید ہوگئے۔ غزوۂ خندق میں بھوک مٹانے کیلئے اپنے پیٹ مبارک سے پتھر باندھے۔ اور جب رات کو آنحضرت ؐ کی بھوک کیوجہ سے بے قراری سن کر ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ جاگ اٹھی اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اتنا تو اللہ سے اپنے لئے مانگ سکتے ہو تو فرمایا! عائشہ! میری امت کے مسکینوں کو تسلی رہے اور جب قیامت کے دن پوری مخلوق خواہ حیوان ہو، خواہ انسان ہو یا جن سارے انبیاء، نیک، گناہ گار ساری مخلوقات یا اللہ نفسی نفسی کی پکار کریں گے ایک محمدؐ کے منہ سے امتی امتی کی پکار نکلے گی۔

معراج سے واپسی پر اپنی امت کیلئے تحفے لائے۔ اللہ تعالیٰ سے اپنی امت کے بارے میں وعدے لئے جنہیں خود اللہ تعالیٰ کبھی رحمۃ للعالمین، کبھی طٰہٰ اور کبھی یٰس پکارتے ہیں۔ مگر آج مذہبی آزادی کے دعویدار دنیا میں کبھی گستاخانہ خاکے کرنے تو کبھی ان کے حق میں گستاخانہ کتابوں کی اشاعت کی جسارت کی جارہی ہے۔ لیکن آج تک کسی مسلم حکمران نے جواب طلبی یا تعلقات ختم کرنے کا نہیں سوچا۔ اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ اسلام کے نام پر بنے مملکتِ خداداد پاکستان میں آنحضرت ؐ کی شان میں گستاخی کا ارتکاب ہوا تو ہمارے اپنے ہی حکمران طبقہ نے گستاخانِ رسول ؐ کی دفاع میں کمر کس دی ہے۔ اخباری ذرائع کے مطابق ایک سال پہلے پنجاب میں ننکانہ صاحب کے نواحی گاؤں اٹانوالی میں عیسائیت کی پرچار کرنے والی آسیہ مسیح نامی عورت نے مسلمان عورتوں کے سامنے جذبات میں آکر آنحضرت ؐ کے بارے میں ذیل گستاخانہ الفاظ استعمال کئے۔

"تمہارے نبی موت سے ایک ماہ قبل سخت بیمار پڑے رہے حتی کہ تمہارے نبی کے کانوں میں اور منہ میں (نعوذ باللہ) کیڑے پڑ گئے تھے۔ تمہارے نبی نے مال و دولت کے لالچ میں خدیجہ سے شادی کی اور مال و دولت بٹورنے کے بعد اسے گھر سے نکال دیا۔ قرآن اللہ کی کتاب نہیں بلکہ خود سے بنائی گئی کتاب ہے"۔

اس پر عورتوں کا مشتعل ہونا فطری عمل تھا۔ یوں جھگڑا شروع ہوا۔ جس پر گاؤں کے معززین جس میں مسلمان اور عیسائی

دونوں تھے، پر مشتمل پنچائیت اکٹھی ہوئی، دوران تفتیش آسیہ نے بذات خود اعتراف کیا اور معافی بھی مانگ لی، اس پر لوگوں میں مزید اشتعال پیدا ہوا۔ بہر حال آسیہ کو پولیس نے تحویل میں لے لیا۔ اور تین اکتوبر 2009 کو عدالت نے ملزمہ پر فرد جرم عائد کرتے ہوئے مقدمہ کی باقاعدہ کارروائی کا آغاز کر دیا اور بالآخر سال بعد آٹھ نومبر 2010 کو جناب محمد نوید اقبال صاحب ایڈیشنل سیشن جج ننکانہ صاحب نے ملزمہ کو سزائے موت اور ایک لاکھ جرمانہ کی سزا سنادی۔ ابھی تک ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے مراحل باقی ہیں کہ

دیکھا جو تیر کھا کے کمین گاہ کی طرف
اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہوگئی

پنجاب کے گورنر سلمان تاثیر بے تابی کے عالم میں اپنی بیٹیوں اور بیوی ساتھ لے کر جیل ملاقات کیلئے پہنچ گئے۔ جیل کے اندر ملزمہ کیساتھ پریس کانفرنس کی۔ پولیس اور عدلیہ کی کئی ماہ انکوائریاں اور تحقیقات پر قلم پھیر کر ملزمہ کو بے گناہ قرار دیا اور اسے جلد ہی بری کئے جانے کی نوید سنا کر صدر کے نام معافی نامہ کی درخواست پر دستخط کروا کر چلا گیا۔

شیری رحمن صاحبہ کو بھی توہین رسالت کا قانون ایک آنکھ نہیں بھاتا اور یہی غم اس کو کھائے جارہا ہے کہ کسی طور اس قانون پر خطِ تنسیخ کھینچ لی جائے۔ وہ صدر زرداری کے حوالہ سے پُر امید ہیں کہ وہ اس معاملے میں (نعوذ باللہ) تعاون کریں گے۔ چنانچہ قومی اسمبلی میں اس کے متعلق بل لانے کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ اس ضمن میں یہی سطحی اور بھونڈی دلیل گردان کی طرح رٹی جارہی ہے کہ چونکہ ملک میں اِس ایکٹ کا غلط استعمال ہوتا ہے۔ اور قرآن میں گستاخِ رسول کی سزا کا کوئی ذکر نہیں، لہٰذا اس ایکٹ کو ختم کیا جائے۔ حالانکہ متعدد آیات اور احادیث اس پر دال ہیں اور انہی کی روشنی میں سارے ائمہ کرام فقہاء اس کے قتل پر متفق ہیں۔

کتاب باری تعالیٰ میں ہے ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والآخرۃ وأعدّ لھم عذاباً مھینًا (الآیۃ ۵۷ الأحزاب ۳۳) ترجمہ:۔ بے شک جو لوگ اللہ اور رسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اور ان کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اسی طرح دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے والذین یؤذون رسول اللہ لھم عذاب الیم (الآیۃ ٦١ التوبۃ٩) ترجمہ: وہ لوگ جو اللہ کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان کیلئے دردناک عذاب ہے۔ سورۃ الأحزاب کی آیت نمبر ٦١ میں اللہ پاک فرماتے ہیں ملعونین أینما ثقفوا أخذوا وقتلو تقتیلاً ۔الأیت. ترجمہ:۔ پھٹکارے ہوئے ہوں گے۔ انہیں جہاں پایا جائے گا پکڑے جائیں گے اور ان کو قتل کر دیا جائیگا۔ سورۃ الکوثر میں فرمایا ان شانئك ھو الأبتر الأیۃ. (۳) الکوثر ۱۰۸ ترجمہ:۔ بے شک جو دشمن ہے تیرا وہی رہ گیا پیچھا کٹا احادیث میں بھی گستاخ رسول کی سزا کے بارے میں وضاحت موجود ہے۔ حدیث نبوی ہے "من سبَّ نبیاًفاقتلوہ ومن سب أصحابی فاضربوہ. ترجمہ:۔ جس کسی نے نبی کو گالی دی اس کو قتل کیا جائے اور جس نے میرے اصحاب میں سے کسی کو گالی دی تو اسے مارو۔ امیر المؤمنین حضرت علیؓ نے ایک یہودی عورت کے بارے میں بتایا کہ وہ حضور کی توہین کیا کرتی تھی ایک

شخص نے اس کو قتل کر دیا۔اور حضورؐ نے اس کے خون کا بدلہ قصاص و دیت کی صورت نہیں دلوایا (سنن آبی داؤد)

فتح مکہ کے موقع پر آنحضرتؐ نے عام معافی کا اعلان فرمایا تھا سوائے ان چھ گستاخانِ رسول کے جن میں سے ایک گستاخ ابن حطل کو خانہ کعبہ کے پردے پکڑنے کی حالت میں ہی قتل کر دیا گیا۔حضور پاکؐ کی صفت رحمۃ اللعالمین ہے محبت اور شفقت میں ان کا کوئی ثانی نہیں۔اس لئے آپ کو اختیار حاصل تھا کہ آپ عفوودرگزر سے کام لیکر ان گستاخوں کے بارے میں نرمی کریں۔لیکن حیات مبارکہ میں کوئی مثال نہیں ملتی۔نہ ہی امت مسلمہ کے کسی فرد کو توہین رسالت کے سلسلہ میں معافی نامے کا اختیار دیا گیا ہے۔

قارئین کرام! ذرا توہین رسالت ایکٹ کی عدم موجودگی کے بعد کا منظر چشم تصور میں لے آئیں کہ جب یہ ایکٹ نہ ہوگا تو گستاخانِ رسول آزادی تحریر وتقریر کے حق کے آڑ میں کیا کیا گل نہیں کھلائیں گے روز کوئی راج پال سامنے آئیگا جس کی سرکوبی کیلئے کسی نہ کسی طرح کسی علم دین کا غیرتِ دینی جوش مار کر اس کا سر قلم کرتا رہیگا۔ذرا کشت وخون کے اُس ماحول کو تصور میں لے آئیں جب دبی چنگاریاں شعلہ بنیں گی اور سب کچھ بھسم ہو کر رہ جائیگا۔

لہذا مقتدر حلقوں سے ہماری پرزور اور دردمندانہ اپیل ہے کہ یہ قوم پہلے ہی اپنوں کی بے وفائیوں اور غیروں کی جفاؤں کا شکار ہے یہ قوم پہلے ہی بہت زخم کھائے ہوئے ہے اس کے زخموں پر پھاہا رکھنے کی ضرورت ہے نہ کہ مزید نمک چھڑکنے کی۔اِس قوم کا شیرازہ بکھیرنے کیلئے آسمانوں میں مشورے ہو رہے ہیں لہذا اِس قوم کی شیرازہ بندی کیلئے سر جوڑ کر بیٹھنا ہوگا۔جہاں تک مطلق ''توہین'' کا تعلق ہے تو دنیا کے تمام مِلل اور معاشرے اپنے مذہبی پیشواؤں کے توہین کی اجازت نہیں دیتے۔کیا سکھ کیا ہندو، کیا عیسائی، کیا یہودی تمام کے تمام کے ہاں ایسے گستاخان کیلئے سزا پر مبنی قوانین موجود ہیں یہ معاملہ صرف مذہبی پیشواؤں تک محدود نہیں بلکہ سیاسی زعماء اور قائدین کی اہانت تک برداشت نہیں کی جاتی یہ جدید معاشروں سمیت پاکستانی معاشرے میں سیاسی زعماء کی توہین برداشت نہیں کی جارہی تو عالمِ انسانیت کیلئے پیامِ شفا لانے والے محسن ومربی کی توہین کیسے برداشت کی جاسکتی ہے۔یہ منطق ذرا سمجھ سے باہر ہے۔

شرعی قانون کی موجودگی کے حوالہ سے سعودی عرب کی مثال دی جاسکتی ہے جہاں جرائم کی شرح دنیا بھر میں سب سے کم ہے یہ سب ان شرعی سزاؤں کی موجودگی کی مرہونِ منت ہے۔جو اُس معاشرے کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔لہذا مکرر عرض ہے کہ اِس دھرتی میں بودُ باش رکھنے والے تمام طبقات کو اہانتِ رسول پر جری ہونے کا موقع کسی طور پر نہ دیا جائے۔بلکہ توہینِ رسالت ایکٹ کے ساتھ ساتھ اِس مملکت کے قیام کے واحد مقصد نفاذِ شریعت سے وفا برتیں۔کہ یہ مملکت ہم نے خون کا دریا عبور کر کے حاصل کیا تھا۔